

## شہہ مات

سینیٹر مشاہد اللہ مرحوم نے جب پارلیمنٹ میں تحریک انصاف کے متعلق یہ بحث کی ہے تھے کہ ”پی ٹی آئی والوں جب تم روؤے گے تو تمہارے آنسو پوچھنے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ اب بھی وقت ہے۔ کسی کا آله کارمت بنو،“ حد درجہ معقول تقریر، قبولیت کی گھڑی میں کی گئی تھی۔ گزشتہ دو ڈھائی برس سے تحریک انصاف کے ساتھ وہی کچھ ہورہا ہے جو وہ اپنے سیاسی مخالفین کے ساتھ روا رکھتی تھی۔ شاید یہ ”کرم“ ہے یا مکافات عمل۔ پی ٹی آئی، حد درجہ مقبول جماعت ہونے کے باوجود دور ابتلاء گزرہی ہے۔ سیاست کے سنجیدہ طالب علموں کے ذہن میں یہ سوال تو موجود ہے کہ آخر وہ کون سی داخلی وجوہات ہیں جو اس جماعت کے زوال کا سبب بنی۔ چیزیں میں پی ٹی آئی سے کون سی لغزشیں سرزد ہوئیں، جن کی بدولت انھیں پس دیوار زندگی جانا پڑ گیا۔ ان کے سیاسی مخالفین، جن کی سیاست ختم ہو چکی تھی۔ وہ تحریک عدم اعتماد کا میاب کرنے میں کامیاب ہوئے اور اتحادی حکومت قائم کر لی۔ جواب ڈھونڈنے کی ریاضت کی جائے تو نہایا خانوں سے جواب برآمد ہوئی جاتے ہیں۔ اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں کہ ن لیگ، پی پی، مولانا کی سیاسی جماعت سے بھی ان غلطیاں نہیں ہوئیں، بالکل ہوئی ہیں۔ ان میں کرپشن کا عنصر بھی سرچڑھ کر بول رہا ہے۔ مگر کیا یہ سوچنے کی بات نہیں کہ ان کی پہاڑ جیسی غلطیاں کیونکر معاف کر دی گئیں۔ پی ٹی آئی کے سنجیدہ لوگ جو معاملات کو سمجھتے ہیں، وہ خاموش ہیں کیونکہ اسی میں عافیت ہے۔

جہاں تک ملک میں الیکشن کا تعلق ہے۔ تو وہ کبھی شفاف نہیں ہوئے۔ اسٹیلیشنٹ ہر دور میں نتائج پراثر انداز ہوتی رہی ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ بھلے وقوتوں میں اس پر بات بہت بہت ہی کم ہوتی تھی۔ مگر اب سو شل میڈیا نے پورے نظام کو برہنہ کر کے دنیا کے سامنے رکھ ڈالا ہے۔ بچوں سے لے کر بوڑھے لوگوں تک، اب سو شل میڈیا کی بدولت، معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی اس طاقت حاصل کر چکے ہیں۔ بڑے سے بڑے سیاسی پہلوان اور سرکاری افسروں کی طاقت سے خوف زدہ ہیں۔ یہ یہ ہے کہ چیزیں میں پی ٹی آئی کو بالکل اسی طرح اقتدار دیا گیا، جس طرح نواز شریف، بنی ٹیکر اور دیگر جماعتوں کو سرفراز کیا گیا تھا۔ اس نکتہ پر بحث لا حاصل ہے کہ ہمارے ملک میں ووٹ کے ذریعے کوئی بھی لیڈر مسند شاہی پر بیٹھتا ہے۔ الیکشن دراصل ایک ایسی گردآ لو دیساں آندھی ہے۔ جس کا مقصد حقائق کو چھپانا ہے یا لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ قیام پاکستان سے اب تک معاملات اسی طرح چلائے جا رہے ہیں۔ شیخ محب الرحمن کو اکثریتی سیٹوں کے باوجود پاکستان کا وزیر اعظم نہ بننے دینا، ان غیر معمولی معاملات کی کھل کر نشاندہی کرتا ہے۔ ملک دولت کرا لیا۔ مگر ووٹ کو قطعاً تو قیرنہیں دی۔ معاملات آج بھی یہی ہیں اور ماضی میں بھی یہی تھے اور ان کے بدلنے کی بھی کوئی موقع نہیں۔

بنیادی سوالات کی طرف آتا ہوں کہ آخر پی ٹی آئی چیزیں میں سے کون سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ جن کا خمیازہ وہ اب بھگت رہے ہیں۔ اگر گہرائی میں پرکھا جائے تو خرابی کی بنیاد وزیر اعظم آفس کی ایک اہم تعیناتی سے رکھی گئی کیونکہ ان کی ساری سروں کے پی میں گزری۔ انھیں پنجاب اور سندھ کے سیاسی و کاروباری گھر انوں اور ان صوبوں کے سیاسی ٹکپڑا اور سیاسی مبادیات سے ا؟ شنائی تک نہ تھی۔ جہاں گیر ترین، علیم خان اور دیگر پرانے ساتھی، صرف اور صرف وزیر اعظم کے اسٹاف کے ناروا روئے کی بدولت پارٹی سے الگ ہوئے۔ معاملہ یہاں نہیں رکا بلکہ متعدد سیاست دانوں کو دشمن بنالیا گیا۔ وزیر اعظم خود بھی ناجربہ کا رہتھے، یوں وہ گرداب میں پھنسنا شروع ہو گئے۔ ادھراً احتساب کے مشیر اور نیب کے حد درجہ متنازع عہد سابق چیزیں میں نے رہی سہی کسر بھی نکال دی، سیاسی مخالفین کو زوج کرنے کے لیے جھوٹے مقدمات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ یوروکریسی کے مخالف دھڑکے کو سبق سکھایا جاسکے۔ یہ سرکاری اختیارات کے غلط استعمال کی خوفناک مثال تھی۔ اس بدسلوکی کے ٹھوس ثبوت آج بھی موجود ہیں۔ بہر حال تین چار لوگوں نے پورے احتساب کے نظام کو متنازع عہد بھی بنایا اور بے وقوف دوست کی طرح چیزیں پی ٹی آئی کے دشمنوں میں اضافہ کر دیا۔ معاملات کو مزید قریب سے دیکھیں تو پی ٹی آئی چیزیں میں نے اپنے ساتھیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ ان کے وزیر، مشیر، قریبی لوگ، مال کمانے میں مصروف کا رہتھے جب کہ خان صاحب ”ریاست مدینہ“ کا درس دینے میں مصروف تھے۔ پنجاب کے معاملات اس قدر دگرگوں کر دیے گئے کہ وسیم اکرم پلس اور اس سے مسلک سرکاری عمال نے صوبے کی معیشت پر جیسے جملہ کر دیا تھا۔ معاملات اس حد تک جا چکے تھے کہ پرویزاں ایسی صاحب کو چلا کر کہنا پڑا، ایک اہم ترین سرکاری ملازم کی بیٹی کی شادی پر، ایک سوکروڑ کی سلامی دی گئی ہے۔ جو کسی بھی سیاسی شادی میں نہیں ملتی۔ بہر حال خان صاحب نے اپنی آنکھیں بند رکھیں اور ایک مربوط پالیسی کے تحت خاموش رہے۔ کے پی میں بھی کرپشن اور بد نظمی کا دور دورہ رہا۔ خیبر پختونخوا کے حادثاتی وزیر اعلیٰ اور ان کے ساتھیوں نے کھل کر موج کی۔ کے پی میں بھی پی ٹی آئی کے دیرینہ ساتھیوں کو اچھوت بنادیا گیا۔ یہ صورتحال، وزیر اعظم کے نوٹس میں تھی۔ مگر وہ تباہی کے نظارے کو بڑے اطمینان سے دیکھتے رہے۔ بالکل اسی طرح، وفاقی کابینہ میں بھی چند خوشامدی و وزراء کے علاوہ تمام لوگوں کو دیوار سے لگادیا گیا۔ ایک نکتہ حد درجہ اہم ہے، وزیر اعظم صاحب کو اس قدر تو ہم پرست بنادیا گیا کہ وہ بے دست و پا ہو گئے۔ تو اہم پرستی کا جال، ان کے اردوگرد اس کامیابی سے پھیلایا گیا کہ وہ مکمل طور پر اس کے زیر اثر چلے گئے۔ ساتھ ساتھ امریکا کے خلاف بیان بازی، غلط ٹائم پر روس کا دورہ کرنا، ایسے ایسے فکروں کو دوام بخشنے کی کوشش کی گئی، جن سے پرہیز کیا جا سکتا تھا۔ مگر انھیں بڑی شان سے پارٹی کا بیانیہ بنادیا گیا۔ جیسے ”not Absolutely“ کو علامت کے طور پر پیش کیا گیا۔ حالانکہ کہ اس سے ہمارے ریاستی مفادات کو حد درجہ نقصان پہنچا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری فونج، میں آج بھی قوائد و ضابطے کے مطابق کام ہوتا ہے۔ مگر خان صاحب نے اس بیکھتی پر بھی کاری ضرب لگانے کی کوشش کی۔ طالب علم کی دانست میں چیزیں پی ٹی آئی اپنے زوال کے خوذے مے دار ہیں۔ اب مقتدر طبقوں کے پاس کوئی حل نہیں رہا تھا، مجبوراً پی ڈی ایم کو حکومت دینا پڑی۔ طالب علم کا کسی سیاسی پارٹی یا گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ صرف اور صرف دلیل کی بنیاد پر سوالات اٹھانا اور ان کا جواب تلاش کرنا میرا کام ہے۔ الیکشن بالکل ویسے ہی ہوں گے جیسے ہوتے آئے ہیں۔ تحریک انصاف کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گا۔ سوال اور اس کا جواب، آپ کے سامنے ہے۔ چیزیں میں پی ٹی آئی کو سیاست کی شرط خ پر شہہ مات ہو گئی ہے!